رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۶

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

فاروق

زیر نگرانی خلافت کمیٹی قادیان

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۹ رمئی سنہ ۱۹۱۶ء | نمبر ۱۸

دارالامان کی خبریں

۳ رمئی یوم الجمعہ ۱۱ بجے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر سیدنا محمود احمد مع اہل وعیال حسب مشورہ اطباء بہ ارادہ تبدیل آب وہوا لاہور روانہ ہوئے۔ حضور مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس سے پالکی پر سوار ہوئے۔ مگر موڑ کے قریب جاکر تکلیف محسوس ہوئی اسلئے جھنگی میں لیٹ گئے۔ اور آرام سے رات کے گیارہ بجے سٹیشن بٹالہ پر پہونچے۔ اور پھر وہاں سے ہفتہ کی صبح کو ریل پر سوار ہوکر لاہور پہونچے۔ اور آج تک احمدیہ ہوسٹل میں مقیم ہیں۔ حضور کے ہمراہ ام المومنین اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے بھی ہیں۔ علماء میں سے مولوی فاضل شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور ایڈیٹروں میں سے شیخ یعقوب علی صاحب ہیں۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب و ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مشیر طبی ہیں۔ مولانا حافظ روشن علی صاحب بھی لکھنؤ سے غالباً واپس پہونچ جائینگے۔ پہلے کرانچی جانے کا ارادہ تھا۔ اب سنا ہے کہ ملتوی کردیا ہے۔ اور بمبئی کی تجویز ہے۔

حضور کی صحت اچھی ہوتی جاتی ہے۔ ضعف سخت ہے اللہ تعالےٰ شفا کاملہ دے۔

میر قاسم علی صاحب ہوشیارپور جلسہ پر تشریف لے گئے۔ ڈاک خانہ قادیان میں اندراج نمبر ۶ اس لئے نہیں لکھا گیا۔ آئندہ ہفتہ انشاء اللہ تعالےٰ ؛

القاءِ ربّانی

احمدی احباب کو اطلاع ہے۔ کہ موضع بھیری ضلع جو ابواحمد رحمانی کے ہاتھوں برپا ہے۔ وہ آج کل زوروں پر ہے۔ ہر زہر کے لئے ایک تریاق ہے۔ اور ہر فرعون کے واسطے موسیٰ۔ اللہ تعالےٰ نے اسی سرزمین میں مولانا ابوالمجد محمد عبدالماجد کو توفیق دی کہ وہ ان اباطیل ومفتریات کی تردید کریں۔ چنانچہ اسی ابواحمد رحمانی کے فیصلہ کی تردید میں "القاءِ ربانی" ایک زبردست کتاب شایع کی جس میں مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور آیت لو تقول علینا پر خوب بسط سے بحث کی ہے۔ اور ابواحمد رحمانی کی پینسٹھ کے قریب غلطیاں دکھائی ہیں۔ یہ کتاب ۱۶۲ صفحے حجم پر ۲۰×۲۶ کی تقطیع ۲۰ پونڈ کاغذ سفید کاغذ ہے۔ صرف کاغذ کی قیمت کے لحاظ سے بھی اس کی قیمت ۸ رچاہیئے مگر ہم بہ ضرورت وبہ نیت توسیع اشاعت ۴ رمیں دیتے ہیں :-

ملنے کا پتہ

دفتر تشحیذ الاذہان قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظم

محب مکرم میر مہدی حسین صاحب مبلغ حضرت مسیح موعودؑ
کے قدیمی حواری کے قلم سے

خادم ہوں میں مسیح علیہ السلام کا
روح القدس غلام ہے جسکے کلام کا

بلبل ہوں بوستانِ شہ ذوالکرام کا
اک رنگ ہی عجیب ہے میرے مشام کا

دیکھا ہے اس جناب کو آنکھوں سے رات دن
تحفہ دیا تھا جس کو نبی نے سلام کا

اس چودھویں صدی میں تھا آیا وہ جری
مدت سے انتظار تھا جس خوشخرام کا

اس ساغلیل بعد نبی ڈھونڈتے ہوئے
چمکا گیا ہے سر فلک مستہام کا

نکلا تھا گھر سے اس کی غلامی کیلئے
تھا دل میں شوق دین کی تخصیص نام کا

کی خدمت مسیح خدا تا بہفت سال
اک ہفتہ پختہ تھا یہ مری عمر خام کا

کیا کیا مزے لئے ہیں زیارت کے بارہا
یارا کسے تھا ایسے سلام و پیام کا

رحلت کے دن سے پہلے نوازا بہت مجھے
خوش تھا مزاج مجھ سے امام الانام کا

مجلس کو بار بار مخاطب کیا کئے
فرمایا مستعد ہے یہ خوب اپنے کام کا

پیغام صلح پر متعین مجھے کیا
تاکید کی کہ کام ہے یہ تا بہ شام کا

شکر خدا کہ روح مسیحا تھی مجھ سے شاد
سیارہ برج سعد میں تھا اس غلام کا

پھر دوسرے دن آپنے پایا وہیں وصال
لبریز جام ہو گیا عمر تمام کا

لاہور سے فلک کو سدھارے مسیح پاک
آہو نے راستہ لیا اپنے خرام کا

ہم دیکھتے رہے کہ وہ شہباز اڑ گیا
رستہ ہمیں بتا گیا دارالسلام کا

اترے تھے آپ دین کی اعانت کیواسطے
کسر صلیب کام تھا اس شاد کام کا

لدھیانہ میں شروع کیا اپنے کام کو
یہ باب لد تھا عیسے اگر دوں مقام کا

آنکھیں بچھا رہا ڈوئی مقابل پر مر گیا
قصہ چکا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکھرام کا

بنگالے کے لئے جو مقدر میں تھا کہا
پہلے سے نقشہ کھینچ دیا اس نظام کا

کیشب بھی آ کے بیعت اسلام کر گیا
رہبر بنا تھا جو تشی جس کے مرام کا

کس کس کا نام لوں کہ بہت واقعات ہیں
بد کو مٹایا ۔ باقی رہا ۔ تھا جو کام کا

وہ کٹ گیا جو کاٹ رہا تھا مسیح سے
ایران کا شاہ تھا کوئی یا روم و شام کا

رستم نہ تھا کوئی جو نہ سہراب ہو گیا
صمصام حق کے سامنے کیا زہر سام کا

رحمت کے بھی نشان نظر آئے بہت بڑے
شاہد زمانہ ہے مرے سچے کلام کا

اک قادیان ہی مرکز اسلام بن گیا
پہلے پتہ بھی چلتا نہ تھا جسکے نام کا

گمراہ پاس رہنے سے رستے پہ آ گئے
کر بیٹھے ترک عشق بت لالہ فام کا

بیعت سے پہلے تھے جو نمازوں سے بھی نفور
اب انتظار کرتے ہیں ماہ صیام کا

پس پا کئے جو آتے تھے چڑھ چڑھ کے موذی
آگے قدم بڑھا نہ کسی تیز گام کا

استی کتابیں لکھ کے کیا سب کو لاجواب
غازہ لگا ہر ایک کے منہ پر مسام کا

تھا کوئی غول رہ کوئی بطلان ناشناس
منہ تکتے رہ گئے فلک نیلی فام کا

نصرت ملی نہ ان کو مگر داغ لگ گیا
لا یکتموا الشہادۃ کے کسر ختام کا

تھے چاہتے کہ دین کے خادم ہوں آنوی
پر خنگ بد شعار ہے دشمن لگام کا

لائیں کہاں سے اب وہ مسیحا کو لائینگے؟
یہ مصلح خدا تو نہ تھا ان کے کام کا

ہاں باز آؤ مولویو اب بھی باز آؤ
پیش آئے سانحہ نہ کہیں طشت و بام کا

رد کا ہے تم نے خلق کو راہ فرار سے
گردن پہ ہے گناہ تمہارے عوام کا

یارب تو ہم کو فتنہ گروں سے بچائیو
ہر وقت آسرا ہے ہمیں تیرے نام کا

خدمات دیں میں مثل صحابہ لگا ئیو!
منہ دیکھلا ہے مثیل رسول انام کا

آقا سے اپنے موج حزیں کو ملائیو
موقع گذر گیا ہے یہاں کے قیام کا

ترانۂ نصیر

جانب حق سے جو محمود ہے مامور ہوا[1]
سینہ میں دشمن بدکیش کے ناسور ہوا

ذکر احمدؐ تھا جسے زہر وہ اب دیکھے ذرا
نام انگلینڈ میں کیوں آپکا مشہور ہوا

آل احمدؐ کا بنا جب سے عدو امروہی
چشم حق بین سے اسی روز بے نور ہوا

ابن مہدی سے نہ ایم اے تری جب بن گئی
گالیاں شوق سے دینا ترا دستور ہوا

فطرۂ صافیٔ ایمان کا ٹھہرنا مشکل
سنگ بدعت سے ترا شیشۂ دل چور ہوا

آپ بیمار ہے اوروں کا مداوا کیا ہو
ڈاکٹر بھی مرض کبر سے رنجور ہوا

شکر خالق کا ادا کیجئے ہر وقت نصیر
آدم وقت شیاطین پہ منصور ہوا

نصیر احمد احمدی از صدر بازار لاہور چھاؤنی

[1] یعنی مقرر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق قادیان

دارالامان - یوم پنجشنبہ ۹ مئی ۱۹۱۸ء

پیغام صلح کے مضامین پر تنقید

از ایک پرانے دوست کے قلم سے

عذر خواہی پر معذرت

دنیا میں اختلاف رائے چلا ہی آیا ہے۔ سعادت اور شقاوت کی جنگ کوئی نئی بات نہیں ملائک اور شیطان کا جھگڑا ہمیشہ سے ہے۔ انسان انسانوں سے اختلاف رائے کے سبب لڑتے اور جھگڑتے بھی ہیں۔ مگر انصاف کو ہاتھ سے دینا کبھی مومن کے واسطے مناسب نہیں۔ اگر کوئی مخالف ہمارے کسی سخن پر بھی ناجائز حملہ کرے۔ تو اس کو جواب دینا ہماری شان کے خلاف نہیں۔ اسواسطے میں اس تحریر کے ذریعہ سے ان چند نامناسب اعتراضات کا جواب دینا چاہتا ہوں جو بعض اشخاص نے اخبار پیام صلح اور اس کے حامیوں اور انکے امیر پر کئے۔

ڈاکٹر محمد عمر صاحب کی غلطی۔

کوئی صاحب ڈاکٹر محمد عمر ہیں جو پیغامیوں کو ڈانٹ بتلاتے ہیں کہ اگر حسن نظامی نے حضرت خلیفہ ثانی کی مخالفت کی تھی تو امیر پیغام نے امیر معاویہ کا پارٹ کیوں نہ لیا۔ اور خود خلیفہ ثانی کی طرف سے حسن نظامی کے خلاف کھڑے ہونے کی چٹھی نظامی کو کیوں نہ لکھی۔ ہم افسوس کہتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے پیغامیوں پر ایسا الزام لگانے میں بڑی غلطی کھائی۔ کیونکہ بیچارے پیغامیوں نے کبھی بھی یہ دعوے نہیں کیا کہ وہ خلیفہ ثانی (حضرت علی) کے مقابلہ میں معاویہ کا پارٹ لے رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ لوگ جن کا دعوے تھا کہ خلیفہ کوئی ہونا ہی نہیں چاہیئے دوسرے امیر معاویہ جو خلافت کے وجود کے منکر نہ تھے بلکہ بعض سیاسی امور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی مخالفت تھی۔ پس جس صورت میں ہمارے پیغامی صاحبان معاویہ اور اسکے رفقاء کا پارٹ لینے کے مدعی ہی نہیں۔ بلکہ ان کا پارٹ خارجیوں کا ہے۔ اور سرے سے خلافت کے وجود کے ہی منکر ہیں۔ اور جو خلیفہ اول کو مانتا تھا اسکے متعلق ہی توبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جھک مارا گوہ کھایا۔ اب توبہ ہے۔ تو اس صورت میں ڈاکٹر صاحب کا ان بیچاروں کو الزام دینا کہ معاویہ کا پارٹ کیوں نہیں لیا۔ محض بے انصافی ہے ہم صرف اسوجہ سے کہ پیغامیوں کے ساتھ ہماری مخالفت ہے۔ حق بات کہنے سے رک نہیں سکتے۔

پیغامی اب منافق نہیں

دوسرا اعتراض جس کا اندفاع ہم ضروری سمجھتے ہیں وہ ان غیر احمدیوں کی طرف سے ہوا ہے۔ جنہوں نے لاہور میں جلسہ کیا ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح والے مرزائی دل سے مرزائی ہیں۔ اور مرزا صاحب کے عقاید کو دراصل مانتے ہیں صرف ہم سے روپیہ بٹورنے کے واسطے قادیان والوں سے الگ ہو کر ہماری طرف جھکے ہیں۔ اور ہمیں ایسی باتیں سناتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو کہ مرزا صاحب کو ایک معمولی پیر اور مرشد مانتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں اکثر لوگ اپنے اپنے پیروں اور مرشدوں کو مانتے چلے آتے ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی سہی کوئی فرق کی بات نہیں۔ ہم تم سب ایک ہی ہیں۔ لیکن یہ ان کی چال منافقانہ ہے۔ ہرگز ان کو چندہ نہ دو۔ نہ کوئی مدد کرو غرض اس قسم کا الزام ہے۔ جو ہمارے پیغامی اصحاب پر لگایا گیا ہے۔ اور انکو منافق قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہم غیر احمدی اصحاب کو یقین دلاتے ہیں کہ باوجود اسکے جو ہماری کھلی مخالفت پیغامیوں سے ہے۔ ہم اس بات کے کہنے سے رک نہیں سکتے۔ کہ آپ لوگوں کا الزام بالکل غلط ہے۔ پیغامی لوگ ہرگز منافق نہیں ہاں خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ میں بے شک یہ لوگ منافق تھے۔ کیونکہ مولانا صاحب اکثر خطبوں اور تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ خلیفہ خدا بنایا کرتا ہے۔ مجھے خدا نے بنایا ہے۔ اور میرے بعد بھی خدا ہی بنائے گا۔ یہ لوگ ان باتوں کو گو دل سے نہ مانتے تھے۔ مگر بظاہر تصدیق کرتے تھے۔ اور اظہار اخلاص میں آگے بڑھتے تھے۔ کیونکہ بقول مفتی فضل الرحمن صاحب نورالدین کی جوتی انیس انگل کی تھی۔ لیکن جب سے وہ فوت ہوئے کسی کا ڈر نہیں رہا۔ اور مرزا صاحب فوت ہو چکے۔ اب باز پرس کرنیوالا کوئی نہ سمجھا گیا۔ اور ان لوگوں نے صاف کہا اور اعلان کیا۔ اور اخباروں اور رسالوں میں شایع کیا کہ خلیفہ کوئی نہیں ہونا چاہیئے۔ مرزا صاحب نبی مسیح نہیں۔ صرف پیر ہیں۔ اور چونکہ پیر کی بات کا لازماً ماننا پیر پرستی اور شرک ہے۔ اسواسطے مرزا صاحب صرف مرشد غیر مطاع ہیں۔ پس یہ یقینی بات ہے کہ یہ لوگ دلی اخلاص اور جوش کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کو ناواجب الاطاعت پیر مانتے ہیں اور بس اور منافق نہیں۔ اور اسوجہ سے انکے چندوں کو ہرگز نہیں روکنا چاہیئے۔ بلکہ ہم سفارش کرتے ہیں کہ ضرور ان کی مدد کرنی چاہیئے +

مولوی محمد علی صاحب کی ہجرت۔

تیسرا اعتراض جس کا ہم از روئے انصاف رد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے احمدی بھائیوں کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب پر ہوا ہے۔ کہ وہ لاہور سے قادیان ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور ہجرت کو توڑ کر واپس لاہور چلے گئے۔ اس میں شک نہیں کہ ہجرت کا توڑنا اچھا نہیں۔ شاید اسی خوف سے مولوی محمد احسن صاحب نے حضرت مسیح موعود کے بار بار فرمانے کی خلاف ورزی کر کے بھی کبھی قادیان کو ہجرت کر کے آنا قبول ہی نہ فرمایا۔ لیکن میں اپنے دوستوں سے یہ کہنے کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ کہ ان کا یہ الزام مولوی محمد علی صاحب پر درست نہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے کبھی ہجرت کی ہی نہ تھی۔ وہ تو حسب حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی جب مولوی محمد احسن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ان کی جنگ ہو گئی تھی۔ تو قادیان سے چلا جانے کے واسطے تیار ہو گئے تھے۔ اور مولوی نورالدین صاحب کو یہی دھمکی دی تھی کہ میں جاتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود کو حضور کے آخری ایام میں جب لنگر کے متعلق اعتراضات کا خط لکھا تھا۔ اور حضرت سخت ناراض ہو گئے۔ اور شاید اسی وجہ سے قادیان کے اکثر دوستوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔ مگر محمد علی کو نہ بلایا۔ اور اگر حضرت زندہ واپس جاتے۔ تو غالباً مولوی محمد علی صاحب اسوقت ہی قادیان سے واپس لاہور آجاتے۔ مولوی محمد علی صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں ہمیشہ کے واسطے قادیان نہیں آیا۔ چند لوگوں کی خاطر رہتا ہوں۔ الغرض جب مولوی صاحب کبھی ہجرت کا ارادہ ہی نہ رکھتے تھے۔ تو ان پر ہجرت توڑنے کا الزام بالکل نامناسب ہے۔

خواجہ صاحب حرام کھاتے۔

چوتھا اعتراض جس کا ہم رد کرنا پسند کرتے ہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب پر پیسہ اخبار کے کسی نامہ نگار کی طرف سے ہے۔ اور اعتراض یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب کہ سٹانوں کا مارا ہوا گوشت کھاتے ہیں جو شریعت اسلام کے مطابق حرام اور مردار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عیسائی لوگ ولایت میں ذبح نہیں کرتے۔ لیکن سوچنا یہ چاہیئے۔ کہ جب خواجہ صاحب ایک ایسے گاؤں میں رہتے ہیں۔ جو لنڈن سے دور ہے اور وہاں عیسائیوں کے سوائے کوئی قصاب نہیں تو کیا ایسی حالت میں ایک لحیم شحیم کے واسطے اپنی بدنی فربہی کے قیام کے واسطے یہ جائز نہیں کہ جیسا بھی گوشت ملے کھا جائے۔ آخر فمن اضطر کی آیت بھی تو قرآن شریف میں ہے۔ مفتی صاحب اور قاضی صاحب لنڈن میں رہتے ہیں۔ جہاں یہود کا ذبیحہ مل جاتا ہے۔ لیکن اگر نہ بھی ملے۔ اور یہ ہر دو صاحبان گوشت نہ بھی کھائیں۔ تو آگے گوشت کے جسموں پر کوئی بہت گوشت اور چربی ہے۔ جسمیں کمی پیدا ہو جائے گی۔ لیکن خواجہ صاحب کو دیکھو۔ ان کے تن و توش کو دیکھو۔ ان کے شکم پر من مزید کو دیکھو اور ان کو حرام کھانے پر معذور جانو۔ ہر بات پر اعتراض کرنا مناسب نہیں۔ بعض امور پر چشم پوشی مناسب ہے۔ بلکہ جیسا کہ خواجہ صاحب کے بعض رفقاء سے سنا گیا ہے۔ کہ جب وہ لنڈن کے کسی انگریزی ہوٹل میں جاتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں کو کہا کرتے ہیں کہ دریافت نہ کرو۔ کہ گوشت کیسا ہے یا کس جانور کا ہے۔ چپ چاپ جو ملتا ہے۔ آنے دو۔ مجھ بہت بھوک نے تنگ کیا ہوا ہے۔ غرض ایسی حالت میں حرام حلال جو ملتا ہے۔ اس سے غریب کو تنور شکم پر کر لینے دو۔ اس میں کسی کا کیا حرج ہے چند اور باتیں بھی قابل ذکر ہیں۔ مگر وہ حسب ضرورت پھر لکھی جائینگی۔

(راقم۔ راست گفتار)

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمۃ القرآن میں اثبات پر زور دیا ہے کہ مسیح ناصری بے باپ پیدا نہیں ہوئے گویا جو بات حضرت مسیح موعود پر باوجود ضرورت منکشف نہیں ہوئی۔ وہ مولوی محمد علی صاحب پر کھل گئی۔ پھر جس بات کا کچھ بھی ثبوت قرآن و حدیث میں بقول مولوی محمد علی نہیں۔ خدا کا برگزیدہ نبی اس کا عمر بھر قائل رہا۔ بلکہ اسے اپنے عقاید سے قرار دیا۔ کیا یہ تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔ اس اشاعت میں ہم دونوں کا ترجمہ دیتے ہیں۔ جس سے یہ بات روز روشن کی طرح کھل جائیگی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب بہشت کی حوروں کے متعلق کس قسم کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیا ان تشریحات کے ساتھ ترجمہ اشاعت اسلام میں محمد ہو سکتا ہے۔ (ایڈیٹر)

نوٹ ۲۳۵۶ وزوجنھم بحور عین

حور عین بہشت کی ایسی نعمتیں ہیں۔ جو نیک بخت عورتوں کو بھی ایسی ہی ملینگی۔ جیسی کہ نیک مردوں کو کیونکہ اسی سورہ کی آیت ۱۵ (ان المتقین فی جنت النعیم) میں صاف طور پر کہا گیا ہے۔ جو لوگ بدی سے بچتے ہیں۔ ان کو یہ نعمتیں ملینگی۔ اس لئے حور عین جیسے نیک مردوں کے لئے انعام ہے۔ ایسا ہی نیک عورتوں کے لئے بھی یہ انعام ہے۔

پھر بھی یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ان نعمتوں کو ایسے الفاظ میں کیوں بیان کیا گیا ہے۔ جو عورتوں پر صادق آتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس انعام کا یہاں ذکر ہے اس کا خاص تعلق نیک لوگوں کی چال چلن کی پاکیزگی اور انکے خوبصورت اعمال سے ہے۔ اور پاکیزگی اور خوبصورتی کا نشان عورت کی ذات ہے نہ کہ مرد کی ذات۔

علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ عربی میں لفظ صالحات اور طیبات سے مراد نیک اعمال اور پاکیزہ چیزیں بھی ہوتی ہیں۔ اور نیک عورتیں اور پاکیزہ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اور یہ اثبات کی دوسری وجہ ہے کہ کیوں نیک اور پاکیزہ اعمال کا بدلہ ایسے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ ۲۳۵۷ وعندھم قصرت الطرف عین کانھن بیض مکنون۔

عورتوں کی جو کیفیت یہاں بیان کی گئی ہے وہ نیک عورتوں کی بھاری خصوصیت کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ پہلے ان کی نسبت کہا گیا۔ قصرات الطرف۔ اور اس میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ عورت کی سب سے قیمتی خوبی اس کی عصمت ہے۔ جسکو آنکھ کے روکنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی سوائے اس کی آنکھیں پاک ہوتی ہیں اسکے بعد آنکھوں کی خوبصورتی کی تعریف کیگئی ہے۔ اور اس میں صریحاً اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ آنکھ کی پاکیزگی سے اس کی خوبصورتی پیدا ہوتی ہے یا یہ کہ آنکھ کی حقیقی خوبصورتی اس کی پاکیزگی ہے۔ ثانیاً ان کو انڈوں سے تشبیہ دیگئی ہے جو احتیاط سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اس میں ان کی پاک اور ستھری چال چلن کی طرف اشارہ ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بظاہر کی صفات کا نقشہ کھینچا گیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ دراصل ان اعمال کے ثمرات کا بیان ہے۔ جو اس دنیا میں کئے جاتے ہیں۔ اور لفظ ایسے اختیار کئے گئے ہیں۔ جو دونوں پر چسپان ہوتے ہیں (دیکھو لفظ حور نوٹ ۲۳۵۶) یعنے عورتوں پر بھی اور اعمال کے ثمرات پر بھی۔ اور یہ درحقیقت روحانی برکات ہیں جو جسمانی طور پر ظاہر ہونگی۔ قرآن کہیں بھی بیان نہیں کرتا کہ حیات بعد الموت میں وہ تعلقات بھی قائم رہینگے جو عورت و مرد کے درمیان ہوتے ہیں۔ جن برکات کا وہ وعدہ کرتا ہے۔ خواہ وہ کچھ بھی ہوں۔ وہ ایسے ہی مردوں کے لئے ہیں جیسی کہ عورتوں کے لئے (اسلئے وعندھم قصرات الطرف عین کاھن بیض مکنون والی تلمیح جیسا مردوں کے پاس ہوگی ایسی ہی عورتوں کے پاس ہوگی۔ مترجم) اور ان کی بابت جو امر یقینی ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ اس زندگی کی جسمانی نعمتوں سے ان کی نیچر مختلف ہوگی۔

نوٹ (ص ۲۱۴۸ الف) وعندھم قصرات الطرف اتراب۔ قصرات الطرف کے معنے نوٹ ۲۱۱۰ میں بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں ان کی نسبت اتراب (یعنی ہم عمر کا) لفظ بڑھایا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کا نشو و نما انسان کے روحانی نشو و نما کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ وہ نیک اعمال کے ثمرات ہیں خواہ ان اعمال کے کرنیوالے مرد ہوں یا عورتیں اور عورتوں اور مردوں ہر دو کو یہ ثمرات برابر ملینگے (یعنے عورتوں کو قصرات الطرف اتراب دی جائینگی اور مردوں کو بھی۔ مترجم)

سورج سمندر سے کسطرح نکلتا ہے

اس عنوان سے ایک نوٹ پچھلی اشاعت میں چھپا ہے۔ جو اخبار مشرق گورکھپور سے نقل کیا گیا تھا (غلطی سے حوالہ دینا رہ گیا) اسکے متعلق جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر اخبار مذکور نے مفصلہ ذیل تشریح مزید کی ہے جو درج کیجاتی ہے:۔

"ہم نے ایک مضمون میں سورج سمندر سے کسطرح نکلتا ہے۔ جناب اکمل صاحب کا نام لکھا تھا۔ جنھوں نے آریہ سماج کے ایک بلند مرتبہ بزرگ کے قول سے کلام الٰہی کی تائید کرائی تھی ایک دوست نے شکایت کی ہے کہ آپنے یہ نہیں لکھا کہ اکمل صاحب کون ہیں؟ اسلئے ہم عرض کرتے ہیں کہ اکمل صاحب احمدی فرقے میں بہت بڑے زبردست لکھنے والے ہیں۔ اور اپنے فرقے کی تعلیمات کے معیار پر ہمیشہ مخالفین اسلام کے لٹریچر کے جواب کے لئے تیار رہتے ہیں۔ احمدی فرقے کے عقاید سے ہم کو کوئی بحث نہیں ہم اس فرقے کی اسبات میں ہمیشہ تعریف کرینگے کہ مخالفین اسلام کا خوب جواب دیا جاتا ہے"

مشرق گورکھپور۔ ۲۵ اپریل ۱۸ء

دردِ دل کا اظہار

(علی حیدر کی زبان میں)

مامورانِ خدا کو ایک شانِ محبوبی دیجاتی ہے یوں تو سب سعید الفطرت ان پر ایمان لاتے ہیں۔ مگر انکے تعلقات اپنے اپنے مذاق کے مطابق ہوتے ہیں۔ بعض کتب سابقہ کی چند عبارتوں کا مصداق پاکر اپنے ایمان کے اندر ایک لذت پاتے ہیں۔ بعض ان کے پیرایۂ حکمت کلام پر جان دیتے ہیں۔ بعض کے ایمان کا دار و مدار ان کی پیشگوئیوں پر ہوتا ہے۔ اور کچھ خدا کے بندے ایسے بھی ہیں جو ؎ عاشق ہوئے اور مر مٹے ہم۔ اپنی تو یہ مختصر ہے روداد۔ ایسے لوگ بہت مزے میں رہتے ہیں۔ مجھے خوب یاد آیا۔ جب حضرت اقدس لاہور تشریف فرما ہوئے۔ تو میاں چراغدین صاحب کے مکان کے سامنے سڑک کی دوسری طرف ایک مولوی شیشم کے درخت پر چڑھکر دن کا اکثر حصہ گالیاں دیتا رہتا۔ کچھ اعتراض سناتا۔ اور بعض احباب سُنکر رنجیدہ خاطر ہوتے۔ اور بعض ان اعتراضات کا جواب بھی اپنے دوسرے بھائیوں سے سمجھنا چاہتے۔ حضرت مولانا عبدالکریم کے پاس میں بیٹھا تھا۔ فرمانے لگے میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اس مولوی کی بات سُنی کیونکر جاتی ہے۔ میں تو اپنے مرزا کے مطالعہ حسن میں ایسا محو رہتا ہوں کہ کوئی مخالف آواز مجھے سنائی ہی نہیں دیتی۔

پھر آپ سے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضور دس بارہ دن سے باہر تشریف نہیں لائے۔ کوئی ایسی صورت کیجئے۔ کہ باہر آجائیں تا مشتاقان دیدار فیض پائیں۔ کہنے لگے۔ وہ خدا کا مامور ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ خلق خدا کئی دن سے زیارت کے شوق میں جمع ہے میں تو کچھ کہنا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ اور حضور کی اس ادا سے بھی مزے لے رہا ہوں ؎

مولانا عبدالکریم کی شان تو بہت بلند تھی۔ اور انکو مباحثات بھی کرنے پڑتے تھے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتابی علم پڑھ کر پھر سب کچھ بھلا دیتے ہیں۔ اور مولویانہ بحثوں سے سخت متنفر رہتے ہیں۔ وہ جس راہ سے دربار تک پہنچتے ہیں وہ اگرچہ بہت کٹھن ہے مگر ان سنت نئے جھگڑوں اور روز کے خوشامدوں سے امن میں ہو جاتے ہیں ؎

ترجمہ رکھ ملاں کنڑ کافیئے نوں ایتھے میرے تے کیتے دی جانا ہیں
ایتھے عشق دا مسئلہ کھل وانی ساڈا ہور گلاں تو سُنانا ہیں
اساں عشق دے قاعدیوں سبق پڑھیا ملاں ہور کوئی وانڑیا ہیں
حیدر مذہب اے بھیڑے ہور ساڈے ایتھے کھیڑیاں دی کاہی وانا ہیں

اسوقت میری چشم تصور کے سامنے وہ نو احمدی ہے جس نے ابھی ابھی بیعت کی ہے اسکے رشتہ دار اس کے احباب اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ بار بار اسے کہتے ہیں کہ قادیان والے کو چھوڑ دو۔ اس سے منہ موڑ دو۔ مگر وہ جواب دیتا ہے۔

ل۔ لوک نصیحتاں دے تھکے سو ہنے یار توں مکھ نہ موڑیں
توڑے ماوڑے پیوڑے کڈھ چھوڑن جانی یار پچھو گھر چھوڑیں
ہن ساں بیلے رہساں ہر دم ہی والے مینوں دیدیاں نوں کہو ہی ہوڑیں
علی حیدر اکھیاں لالیاں کیتے قول نوں مول نہ توڑیساں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ بیمار اجنبی ہے اسکے سامنے وہ رُخِ پُرنور ہے جسے یار آنکھ کے اندھے اور نام نین سکھ نہیں دیکھ سکتے۔ اسلئے وہ انہیں بجا طور سے یہ سناتا ہے۔

ع علم دا پڑھنا ہنر بیوں پر عشقے دی بات انوکھڑی ہے

چن تے سورج دی روشنی ہوں پر یار دی جھات انوکھڑی ہے

شب قدر دی رات ہوں سنگ پیا وصل دی رات انوکھڑی ہے

مشکل گھاٹاں بیٹھے اوہیدر پیر ہوں دی گھات انوکھڑی ہے

باہر کے رہنے والے کیا جانیں کہ قادیان دارالامان کس مرتبہ طلعت کا برج سعادت ہے۔ میں تو علی حیدر کے اس شعر کو ایک پیشگوئی کے رنگ میں پڑھ پڑھ کر مزے لیتا ہوں:۔

عجب سیدی بیج نہ دس ہلاں اوہا الف سدا ہتھ گھت آیا

اوہا یار کلوکڑی رات والا ہن بھیس وٹا کے وت آیا

سوہنا یسم دی چادر پہن کے جی کہیا زلفاں گھونگٹ گھتایا

علی حیدر اوہا پیارا راہن احمد بن کے وت آیا

ایک اردو یہ شعر میں نے کوئی چالیس بار دہرایا ہوگا۔ اور مجھ پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ کیوں نہ ہوتی جبکہ میں اپنی زندگی کا عیش اسی احمد پور میں پاتا ہوں۔ جسکے بارے میں لسان الغیب حیدر کہتا ہے۔

الف احمد پور دیاں گلیاں دے لوکا ساتوں سبھے گلیاں ہلیاں نی

سوہنے ساوے تے ہار جمیلاں سر مے سانگاں سلیاں نی

ہن ڈھٹیاں بابجہ نہ رہندی عاشق آتے بہندی مار پچھلیاں نی

لیتھے کو جھے نرتھ بہندے حیدر آتے سوہنیاں دے گل ٹلیاں نی

پس احمد پور میں رہتے ہوئے اس آخری زمانے میں آخر الزمان نبی میں ہو کر جو فائض ہم پر عائد ہوتے ہیں ان کی اہمیت کا خیال مجھے بے تاب کئے دیتا ہے

الف۔ اٹھ سوانی تے گھت مدھانی ویلا پچھلی رات دا ای

اتوں ہوئی دہی تے دہی نہ جمی ڑ رکنا نہیں کسے گھات دا ای

جت نہ ٹلے تے دودھ نہ ٹوٹے ویلا وقت پرات دا ای

جیویں دودھ دہی وچ مکھن اوویں فرق پیا ذات دا ای

ہندوستانی احباب مجھے معاف فرمائینگے کہ میں اپنے درد دل کے اظہار کے لئے پنجابی اشعار سے کام لیا۔ آخر انہیں بھی پنجاب سے ایک نسبت ہے۔ لال بیارا تو لال کے خال بھی پیارے۔ (اکمل)

سامانوی آریہ اور قادیانی مہاشہ

(از منشی فضل حسین بہاجر)

تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک دہانندی نے آریہ گزٹ لاہور میں دو سوال بغرض جواب شائع کرائے تھے۔ جن کا جواب بتوفیق ایزدی خاکسار نے عقلی و نقلی طور پر متانت و سنجیدگی کے ساتھ دیا تھا۔ پھر وہی مہاشہ ہمارا جواب الجواب آریہ گزٹ میں زیر شوخی "ایک احمدی بھائی کی ناکامیاب کوشش پر رحم کی نگاہ" دیتے ہیں۔

تعجب ہے کہ ان کے دو سوالوں کے جواب میں ہمارا مضمون تو پانچ کالم لے۔ اور ہمارے ۵ کالم کے مضمون کا جواب ایجواب مہاشہ جی پونے کالم میں دیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مہاشہ جی کی حالت قابل رحم تھی نہ کہ ہماری۔ ہمنے وہ مضمون تحقیق اور کمال ہمدردی سے لکھا تھا۔ اور یہ غرض مدنظر تھی کہ مہاشہ جی اس سے فائدہ اٹھائینگے۔ مگر افسوس کہ بجائے فائدہ حاصل کرنے کے اُلٹے ہمارے ہی سر ہو گئے۔ یہ بھی نہیں کہ اگر جواب الجواب لکھنا تھا تو کم از کم سنجیدگی و متانت سے کام لیتے۔ معلوم ہو گیا۔ کہ لالہ جی کو حق پسندی سے کوئی واسطہ نہیں صرف انگلی کٹا کے شہیدوں میں نام لکھوانے کے شوق میں سوال کر دئے اور خیال کر لیا کہ جب کوئی جواب دیگا تو جواب الجواب میں اس کا منہ بند کرنے کو چند صلواتیں سُنا دینگے۔ خود ہی ہمارے جواب الجواب کے جواب کا حوصلہ نہ کریگا۔ اور ہماری سماج میں چرچا ہو جائیگی۔ کہ سامانہ نوامسی مہاشہ راد ہاکشن جی نے مخالفین کا منہ بند کر دیا۔ اور مخالف لاجواب ہو گئے۔

مہاشہ جی کا کچھ بھی خیال ہو مگر ہم دوبارہ ان کو گھر تک پہونچا کے چھوڑینگے۔ انشاء اللہ۔ مگر اسوقت ہم لالہ جی کی بے ہودہ باتوں سے قطع نظر کر کے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتے ہوئے قال اقول سے جواب دیتے ہیں۔ تو ہمکو معلوم ہو گیا کہ مہاشہ جی کو حق طلبی سے مطلقاً لگاؤ نہیں۔ مگر انکے بے ہودہ مضمون کی قلعی کھولنی ہمارا فرض ہے۔ شاید کوئی سلیم الفطرت اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ مہاشہ جی لکھتے ہیں۔

نہایت سخت انتظاری کے بعد منشی فضل حسین ۷ فروری کے پرچہ میں جس کا نام نہیں لکھا۔ جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ناکامیابی کا شکار ہوتے ہیں۔" لالہ جی نے جو یہ بڑھائی ہے۔ اس کی نسبت ہم اپنے قلم سے کچھ نہیں لکھتے۔ اور یہ کام منصف طبائع کے فیصلہ پر ہی چھوڑتے ہیں جو مہاشہ جی کے سوالات اور ہمارے جواب اور اب مہاشہ جی کے اعتراض اور ہمارے جواب الجواب کو دیکھیں گے وہ جان لینگے۔ کہ ناکامی کا شکار کون ہوا ہے؟

قولہ۔ منشی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ خدا نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ اس کی کمال قدرت کا اقتضاء پورا ہو۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ منشی صاحب سوال ۲ کا جواب دیتے ہوئے سوال ۱ کو بالکل خیال میں نہیں لائے۔ کہ سوال ۱ کا حل کیسے ہوگا۔

اقول۔ معلوم نہیں کہ لالہ صاحب نے دوسرے کے مضمون کو کانٹ چھانٹ کے لکھنے اور اسپر پھر حاشیہ آرائی کرنے کا شیوہ کون سی سماج سے سیکھا ہے؟ مہاشہ جی نے ہمارے جواب کو غور سے نہیں دیکھا۔ بلکہ جواب پڑھتے ہی جواب الجواب کی فکر میں مستغرق ہو گئے مہاشہ جی اگر واقعی ہمارے مضمون کی تردید کرنی تھی۔ تو پوری عبارت تو نقل کرتے نہ کہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بہان متی نے کنبہ جوڑا" کی مثل کے مصداق بنتے۔

پیارے بھائی صاحب سنئے! اور گوش ہوش سے سنئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل بالارادہ ہستی ہے اور وہ فاعل بالخاصہ نہیں (جیسا کہ آپ کا عقیدہ ہے) فاعل بالخاصہ کی مثال ایسے ہے۔ جیسے آگ سے طبعی طور پر گرمی کے آثار ظاہر ہوں یا پانی سے ٹھنڈک۔ سورج چاند وغیرہ سے روشنی۔ مگر خدا تعالیٰ کی نسبت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا عقیدہ اختیار کرنا کمال نادانی ہے۔ فاعل بالقاصہ وہی ہوگا۔ جس سے ہمیشہ ایک ہی طور کے آثار و اظلال ظاہر ہوں۔ اور اس میں ارادہ مطلقاً نہ پایا جائے۔ مگر جب یہ کہدیا جاوے۔ کہ خدا میں صفت ارادی مطلقاً نہیں پائی جاتی تو میرے بھائی بتلاؤ۔ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ نعوذ باللہ من ذلک۔

اس عقیدہ کی رُو سے (کہ خدا فاعل بالقاصہ ہے) خدا کو بے شعور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کر آئے ہیں کہ آگ ہوا پانی بے شعور اشیاء کی طرح اس (خدا) سے افعال بھی بلا قصد فطرتی طور پر سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے بتلایا ہے کہ سورج چاند وغیرہ سے روشنی بجلی سے بھی روشنی وغیرہ بلا قصد و ارادہ ظاہر ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو ہم اور آپ دونوں ذی شعور مانتے ہیں۔ اسلئے اس کو فاعل بالقاصہ کہنا پہلے درجہ کی حماقت ہوگی۔ دوسری بات یہ کہ اگر آپ ہمارے دلائل عقلی براہین سے تنگ آکر کہدیں کہ نہیں جناب عقلی دلائل کو رہنے دیجئے۔ کوئی ہماری کتب سے مستند پرمان (حوالہ) پیش کیجئے۔ جس سے ثابت ہو کہ خدا میں صفت ارادی ہے۔ تو ہم تب مانینگے تو لیجئے آپ کی یہ خواہش بھی پوری کئے دیتے ہیں ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صہ ۲۴۵

"پرماتما نے ایچھشن یعنی علم اور ارادہ کیا کہ میں تمام عالم کو بنا کر ظاہر ہوؤں" الخ

پیارے بھائی اب دیکھ لو کہ یہاں مجبوراً سوامی دیانند جی کو یہی ماننا پڑا کہ خدا فاعل بالارادہ ہے۔ اگر فاعل بالقاصہ ہی ہوتا تو وہ ارادہ کیسے کر سکتا تھا۔ سو معلوم ہوا کہ خدا کو بالقاصہ کہنا حقیقت پر مبنی ہے۔ ہاں ستیارتھ کی اس عبارت سے آپ کے اس سوال کا بھی جواب مل گیا۔ جسکو آپ نے بڑے شد و مد سے لکھا ہے کہ:-

"دیکھئے منشی صاحب اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کم از کم اول تو خدا کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی ہوگی کہ ایسا کرنے (دنیا بنانے) کی ضرورت ہے۔ ضرورت محسوس کرنے کے بعد ان سے اپنی ضرورت کو پورا کرنے کا عمل کیا ہوگا یعنی خواہش پیدا ہونے کے وقت سے لیکر خواہش کے پورا ہونے تک احمدی خدا اپنی قدرت کا اظہار بالکل نہ کر سکا۔ ممکن ہے کہ خدا کو مخلوق کے پیدا کرنے کے لئے سٹیم انجن کی طرح اپنی سٹیم کو پورے پیمانے پر لانے کے لئے کچھ عرصہ اور بھی انتظار کرنا پڑا ہوگا"

مہاشہ صاحب۔ آپ کے اس اعتراض کا جواب سوامی جی کی عبارت میں آگیا۔ اسپر ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر پھر بھی شک پیدا ہو تو جا کے سوامی جی سے دریافت کریں کہ ہے سوامی جی یہ جو آپ نے کہا ہے کہ پہلے خدا نے علم اور غور اور ارادہ کیا کہ میں تمام عالم کو بنا کر ظاہر ہوؤں"

اس سے آگے اپنی عبارت مرقومہ بالا کو پیش کر دینا۔ اُمید ہے کہ آپ کی اچھی طرح سوامی جی کی تسلی کر دینگے۔ ہاں اگر سوامی جی یا سوامی جی کا کوئی چیلہ آپکی تسلی نہ کر سکا۔ اور آپ تسلی کرلیں کہ ہماری سوامی جی سے تسلی نہیں ہو سکی۔ تو ہم اسوقت پھر آپ کی تسلی کرنے کو حاضر ہونگے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

قولہ محض منشی صاحب یہی دیکھتے ہیں کہ ہستی ہی سے قدرت خدا ظاہر ہو سکتی ہے۔ اگر ہستی سے خدا کو منسوب کرتے ہو۔ تو آپکے خدا کی صفات کا کیا کہنا۔

اقول۔ لالہ صاحب! للہ انصاف سے بتلانا کہ آپنے ہمارے مضمون میں سے یہ نتیجہ کہاں سے نکالا کہ خدا کی قدرت ہستی ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ خدا کا خوف کرو۔ ہمارا تو ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ازل سے اپنے انوار و تجلیات کو دنیا پر کرتا آرہا ہے۔ اور ابد تک کرتا رہیگا۔ ہمنے پہلے بھی وضاحت سے بتلایا تھا۔ کہ خدا فاعل بالارادہ ہے۔ وہ ازل سے ہے۔ اور ازل سے ہی اس کی صفات کام کر رہی ہیں۔ تمام صفات کبھی معطل و بیکار نہ ہوئی ہیں اور نہ ہونگی۔ الا وہ کبھی کسی ایک صفت سے کام لے۔ تو تھکا ہے۔ کسی کا اس پر جبر نہیں۔ ہاں اگر وہ بالقاصہ نعوذ باللہ بے شعور ہوتا۔ تب کہہ سکتے کہ اس سے بغیر اس کی مرضی و ارادہ کے کام ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ سورج وغیرہ سے طبعی طور پر روشنی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس اظہار میں سورج وغیرہ کی مرضی و ارادہ کا مطلقاً دخل و واسطہ نہیں۔ مگر یہ اصل کے خلاف ہے۔ مہاشہ جی یاد رکھیں۔ ہم مخلوق کا وجود نوعی طور پر قدیم مانتے ہیں شخصی طور پر نہیں۔ پس کوئی ایسا وقت نہ ہوا ہوگا کہ خدا تعالےٰ اپنے اظلال و آثار انوار و تجلیات کو ظاہر نہ کرتا ہو۔ مگر برعکس اسکے بناب کی مسلمہ و مقدسہ کتب سے دکھلایا تھا کہ ویدک پرمیشور ایک عرصہ دراز تک سویا رہتا ہے۔ ہم اس مقام کو دوبارہ لکھدیتے ہیں اگر آپنے اسوقت نہ پڑھا ہو۔ تو اب ملاحظہ کر لیجئے۔ دیکھئے منوسمرتی مترجمہ دیانند جی آنجہانی ادھیائے ۱ شلوک ۷۲۔

"پرمیشور کا ایکدن یا ایک رات ایچھار چترگی کے برابر ہے"

اور دیکھئے۔ منوادھیائے ۱ شلوک ۷۴۔

"وہ پرمیشور اپنے دن میں کام کرتا ہے اور رات کو سوتا ہے۔ جب جاگتا ہے۔ تب سنکلپ بکلپ روپ من کو سرشٹ رچنے کے لئے آگیا دیتا ہے"

ایچھار چترگی کا زمانہ اگر معلوم کرنا چاہیں۔ تو ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صہ ۲۵۲۔ نوٹ از مترجم ستیارتھ۔

"ایچھار چترگی یعنے چار ارب بتیس کروڑ برس تک دنیا بنی رہتی ہے" الخ

معلوم ہوا کہ ویدک ایشور چار ارب بتیس کروڑ برس تک خواب استراحت فرماتے ہیں یہ نہیں کہ کوئی صفت بیکار ہو۔ بلکہ خود ہی سوئے رہتے ہیں۔ تو جو شخص سویا رہے کیا وہ اپنی صفات سے معطل و بیکار نہ سمجھا جائیگا افسوس کہ مہاشہ جی نے جواب الجواب کے وقت اپنے گھر میں جو سوراخ ہو رہے ہیں۔ انکی طرف توجہ نہ کی اور غفلت برتگئے۔ اور ان حوالجات کا جواب میں ذکر تک نہ کیا۔ اور آپ بایں ہمہ نہ کہ کام سیاہ کردے پرچ ہے ؎ نہ محقق بود نہ دانشمند

چار پائے بر دکتابے چند (باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنّی مُہِینٌ مَن اَرادَ اہانتک

یہ وحی الٰہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے پوری کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذکورہ بالا الہام بہت دفعہ پہلے ظہور میں آچکا ہے۔ اور آتا ہے اور آتا رہیگا۔

تھوڑی مدت گذری ہے کہ اس الہام نے پھر ایک جلوہ دکھایا۔ اور دشمنوں کی آنکھوں میں تیر لگایا۔ لیکن وہ نہ سمجھے اور اپنے ہاتھوں سے اسکو پورا کرکے دکھلایا۔

یہ الہام اسطرح پورا ہوا کہ قادیان میں غیر احمدیوں نے اپنا مذہبی جلسہ منعقد کیا۔ اور اپنے تمام بڑے بڑے علماء کو مدعو کیا۔ جنمیں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی تھے جو کہ اول المکفرین ہیں۔ اور مسیح موعود کے حق میں الفاظ قبیحہ و عبارات شنیعہ لکھنے والے ہیں۔

قبل اسکے کہ میں اس واقعہ کو لکھوں۔ آپکی توجہ جلسہ مذاہب کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں۔ وہ ایسا جلسہ تھا کہ جس میں تمام مذاہب کے اراکین جمع تھے۔ اور پھر تھا بھی پنجاب کے شہر میں۔ جہاں کہ ہزارہا لوگ حاضر تھے۔ وہاں پر ایک شخص کی اہانت ہونا اور ذلیل و رسوا ہونا دوسرے لفظوں میں تمام دنیا میں رسوا ہونا ہے۔ جب پہلے حضرت صاحب کی تقریر سنائی گئی۔ تو بعد میں مذکورہ بالا مدعی علم و فضل پامبر ہوئے اور تقریر شروع کی۔ اس تقریر کا خلاصہ مضمون حضرت صاحب نے اپنے ایک قصیدہ میں لکھا ہے جنمیں سے چند اشعار آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۱) فصال علی الاسلام فی جمع العدی۔ وقد کان یعلم انہ یتخلق۔ ترجمہ اسنے اسلام پر بموجودگی تمام دشمنان اسلام حملہ کیا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا۔ کہ وہ جھوٹ بولتا ہے

(۲) وخمد کبراء الھنود ودینہ۔ وذاعی من وجد انفاقہ کمتفق اور ہندوؤں کے بڑوں اور ان کے دین کی تعریف کی۔ اور منافقانہ چال چلا۔

(۳) اراد لیخزی دینا من عداوتی۔ فاخزاہ رب قادر حافظ الحق۔ اس نے میری عداوت کیوجہ سے اسلام کو رسوا کرنا چاہا۔ پس خدا نے اس کو رسوا کیا۔

(۴) وقالوا لہ یا شیخ وقتک قد مضی فاحسن الینا بالسکوت وارفق۔ اور انہوں نے اسکو کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گذر چکا ہے۔ پس اپنے چپ ہونے سے ہم پر احسان کر۔ اور نرمی اختیار کر۔

اسیطرح یہاں بھی مولوی محمد حسین صاحب جب یکہ خانہ پر پہونچے۔ تو مجلس معتمدین جلسہ کا قائمقام آپکے پاس گیا اور کہا کہ آپ کا وقت تو گذر چکا ہے۔ بعینہ وہی الفاظ کہ وقالوا لہ یا شیخ وقتک قد مضی پھر یا تو اپنی مہمانخانہ میں لیجانے کے لئے مستقبلوں نے کہا نہیں یا مولوی صاحب نے خود جانا گوارا نہیں کیا۔ بہرحال مولوی صاحب یکہ خانہ سے اُسیوقت قہقرانہ رجعت پر مجبور ہوئے اور اُلٹے پاؤں واپس جانا پڑا۔ پس وہ شخص جسکی غیروں نے بھی اہانت کی اور اپنوں نے بھی۔ تو اس سے بڑھکر اور کونسی اہانت ہو سکتی ہے۔ جسطرح مولوی صاحب کو پھر وہ جلسہ مذاہب کا موقعہ نصیب نہیں ہوا۔ انشاء اللہ یہاں بھی لیلے جلسہ کا موقعہ نہیں ملیگا۔ جسطرح جلسہ مذاہب پھر نہیں ہوا اسی طرح انشاء اللہ یہ بھی نہ ہوگا۔ پس مولوی صاحب کا ریکارڈ جو گراموفون میں بند تھا بند کا بند ہی واپسی ڈاک ہوا۔

پھر مولوی صاحب نے وقت بھی نہ مانگا کہ میں اپنا وقت نو گا نہیں تو میرا نام کیوں لکھا تھا اور مجھے مدعو کیوں کیا اسلئے کہ وہ انکار کا جلسہ مذاہب میں مزا چکھ چکے تھے جب انہوں نے کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گذر چکا ہے تو مولوی صاحب نے آگے انکار کر دیا۔

فلما ابی اضفاہ صدر المنتدی۔ بوجہ لیق بذی مکائد افسق۔ جب مولوی صاحب نے انکار کیا۔ تو اسکو صدر المنتدی (مجلس کے پریذیڈنٹ) نے اسجگہ سے ایسی جھڑک کے ساتھ جو کہ حکم عدولوں کا علاج ہے علیحدہ کر دیا۔ اسواسطے مولوی صاحب یہاں خاموشی سے واپس ہوگئے۔ اھان المھیمن من ارادا ھانتی۔ فرمق ومیض الحق انکنت یومق۔ خدا نے اس شخص کی جس نے میری اہانت کا ارادہ کیا۔ اہانت کی۔ پس حق کی چمک کو دیکھ اگر تو غور سے دیکھنے والا ہے۔ وہ دن ہی دیکھ کہ جب اسٹیشنوں پر ہزارہا آدمی جایا کرتے تھے اور اب دیکھ کہ کوئی پوچھتا نہیں۔ پس کیا اسمیں حضرت مسیح موعود کی سچائی پر صاف دلیل نہیں۔ پھر تمام مخالفوں

خریدیئے فضل اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز خیر خواہ خلق اللہ حضرۃ حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دار البقاء لیبنی نہی۔ جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرماویں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (عہ)

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمن کاغانی قادیان (گورداسپور)

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)